تصنیفِ لطیف

خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ
حقیقتِ نماز
خادم سلطان الفقر
حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن
مدظلہ الاقدس

نام کتاب — حقیقتِ نماز

تصنیفِ لطیف — خادم سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد نجیب الرحمٰن مدظلہ الاقدس

ناشر — سُلطانُ الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

پرنٹر — آر۔ٹی پرنٹرز لاہور

بارِ اوّل — نومبر 2014ء

تعداد — 1000

قیمت — 50 روپے

ISBN: 978-969-9795-14-5

سُلطانُ الفقر پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور

سُلطانُ الفقر ہاؤس

A/4-5-ایکسٹینشن ایجوکیشن ٹاؤن وحدت روڈ ڈاکخانہ منصورہ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 54790

Ph: 042-35436600, 0322-4722766

www.sultanulfaqrpublications.com

E-mail:sultanulfaqr@tehreekdawatefaqr.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضورِ قلب یا حضوری کے معنی قلب یعنی باطن کا مخلوق اور غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونا ہے۔ حضورِ قلب کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی بلکہ ریا کا درجہ رکھتی ہے۔ یوں تو مومن ہر لحظہ حق تعالیٰ کے حضور حاضر رہتا ہے جس کو قرآنِ پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:

○ فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ (البقرہ۔115)

ترجمہ: تم جس طرف چہرہ پھیرو گے اللہ ہی کے چہرہ کو پاؤ گے۔

اس رسالہ میں ہم صرف نماز میں حضورِ قلب کے بارے میں بحث کریں گے کیونکہ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے اور نماز پر آج کل زور تو بہت ہے لیکن زیادہ تر نمازی حقیقتِ نماز سے بے خبر ہیں کیونکہ باخبر رکھنے والے خود بے خبر ہیں۔

نماز قرآن وحدیث کی روشنی میں

قربِ الٰہی کے لیے مسلمان کے لیے سب سے پہلا اور نمایاں عمل نماز ہے جسے دین کی بنیاد اور دین کا ستون قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ تاکید نماز کے قیام کی فرمائی گئی ہے اور جہاں بھی نماز کا حکم آیا ہے وہاں صرف نماز پڑھنے کا حکم نہیں بلکہ نماز کے قیام کا حکم ہے یعنی نماز کو قائم کیا جائے۔ غلطی سے بعض لوگوں نے مقررہ اوقات میں ایک خاص ترکیب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جانے، مخصوص حالت میں جھک جانے، زمین پر ماتھا ٹیک دینے اور ان حالتوں میں مخصوص قسم کی تسبیحات اور دعائیں پڑھ لینے کو ہی کامل نماز سمجھ لیا ہے اور اسی کے اہتمام میں کوشاں ہو گئے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ نماز

اللہ تعالیٰ کی بندگی کا وہ ادب ہے جو بندے کو دائمی طور پر اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہنے کا قرینہ سکھاتا ہے۔ یعنی بندہ اگر نماز کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کا جینا مرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، دوستی و دشمنی غرض زندگی کے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

☆ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O (سورۃ الانعام 163-162)

ترجمہ: ”(محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں“۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بار بار نماز کو قائم کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:

☆ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرہ۔43)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

☆ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ (التوبہ۔18)

ترجمہ: اور وہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

☆ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور۔56)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

☆ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ (ھود۔114)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں۔

اسی قسم کی کم وبیش پچاس آیاتِ قرآنی میں نماز کو قائم کرنے کا حکم موجود ہے اور کیوں نہ ہو کہ نماز تمام عبادات کی پیش رو اور سردار ہے۔ جو شخص فرض شدہ پانچ وقت کی نمازوں کو ان کی شرائط اور وقت کے مطابق ادا کرتا ہے اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی امان میں رہے گا اور اُسے اللہ تعالیٰ کی حمایت حاصل رہے گی اور اگر کبیرہ گناہوں سے بچا رہے گا تو باقی ہر گناہ کے لیے یہ پانچ نمازیں کفارہ ثابت ہوں گی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ان پانچ نمازوں کی مثال یوں ہے کہ جیسے کسی کے گھر کے سامنے سے ایک پاک وشفاف پانی کی ندی بہتی ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس میں نہاتا ہو تو کیا یہ ممکن ہے کہ میل کچیل کا کچھ اثر باقی رہ جائے؟ عرض کیا گیا کہ ہرگز نہیں۔ فرمایا یہ پانچ نمازیں بھی گناہوں کو ایسے ہی بہا کر لے جاتی ہیں جس طرح کہ ندی کا پانی میل کو بہا کر لے جاتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ:

☆ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس سے ہاتھ اُٹھایا اس نے اپنے دین کو برباد کیا۔

☆ لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ تمام کاموں میں سے افضل ترین کام کونسا ہے؟ فرمایا ’’نماز کو وقت پر ادا کرنا‘‘۔

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’بہشت کی کنجی نماز ہے‘‘۔

☆ مزید فرمایا ’’اللہ تعالیٰ نے توحید کے بعد نماز سے بڑھ کر محبوب اور کوئی چیز اپنے بندوں پر فرض نہیں کی‘‘۔

☆ نیز فرمایا ’’جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی اس نے کفر کیا‘‘۔ یعنی وہ اس بات کے نزدیک ہو گیا کہ اُس کے اصل ایمان میں خرابی پیدا ہو جائے۔

نماز کی روح۔ خشوع یا حضورِ قلب

چاروں امامینِ فقہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ، حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اجتہاد کے جس مقام پر پہنچے کوئی اور نہیں پہنچ سکتا۔ چاروں امامینِ فقہ برحق ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے فقہ پر مکمل اور عین امامِ فقہ کے اصولوں کے مطابق مکمل طور پر عمل لازم ہے۔ فقہ ہمیشہ سے چار ہی ہیں لیکن فرقے تب بنتے ہیں کہ فقہ کے قوانین، اصول وضوابط تو کسی ایک امام کے لے لیے جائیں لیکن نظریات اپنے شامل کر دیئے جائیں۔ آپ ظاہری طور پر نماز کسی بھی فقہ (فرقہ کے مطابق نہیں) کے مطابق ادا کریں لیکن نماز کی روح ایک ہی ہے اور نماز کی روح خشوع یا حضورِ قلب ہے کیونکہ مومن کی نماز ہی یہی ہے کہ کم از کم نماز میں تو حق تعالیٰ کے حضور حاضر ہو۔ قرآنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ (سورۃ المومنون۔1-2)

ترجمہ: فلاح پا گئے وہ مومن جو اپنی نماز خشوع (حضورِ قلب) سے ادا کرتے ہیں۔

حدیثِ مبارکہ ہے:

☆ اَلصَّلٰوةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ

ترجمہ: نماز مومن کی معراج ہے۔

اس آیتِ مبارکہ اور حدیثِ مبارکہ میں ''مومن'' کی نماز کا ذکر ہوا ہے ''مسلمان'' کی نماز کا نہیں۔ ''مسلمان'' اور ''مومن'' میں کیا فرق ہے اس کو بھی سورۃ الحجرات میں بیان فرما دیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ کچھ اعرابی لوگ آئے (جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے) انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی ''آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم بھی مومن ہیں، اس لیے ہم پر بھی عنایت فرمائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوسرے مومنین پر فرما رہے ہیں''۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جواب بھی نہ دینے پائے تھے کہ وحی کا نزول شروع ہوگیا۔

☆ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ (الحجرات۔14)

ترجمہ: یہ اعرابی کہتے ہیں کہ ہم ایمان والے ہیں (یعنی مومن ہیں) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) فرما دیں کہ تم ایمان والے نہیں ہو (یعنی تم نے ابھی اقرار باللسان کیا ہے اور زبانی کلمہ پڑھا ہے) بلکہ یہ کہو کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں، ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا (یعنی تم ابھی تصدیق بالقلب کے مرتبہ پر نہیں پہنچے)۔

مندرجہ ذیل حدیثِ مبارکہ میں صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ حضورِ قلب کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

☆ لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

ترجمہ: حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

حضورِ قلب یعنی حضورِ حق تعالیٰ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

☆ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حقیقت کے غلبہ (حضوریٔ حق تعالیٰ) کے وقت دل کا پگھلنا اور پیچھے ہٹنا خشوع ہے''۔ (رسالہ قشیریہ)

☆ حضرت محمد بن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''خشوع (حضورِ قلب) کرنے والا شخص وہ ہے جس کی شہوات کی آگ بجھ چکی ہے اور اس کے سینہ کا دھواں ساکن ہو چکا ہے اور نور اس کے دل میں روشن ہو چکا ہے، اس کی خواہشاتِ نفس مرچکی ہیں اور اس دِل زندہ ہو چکا ہے اور اس کے تمام اعضاء میں خشوع (حضورِ قلب) سرایت کر چکا ہے۔'' (رسالہ قشیریہ)

دین سے رخصت ہونے والی پہلی چیز خشوع، حضورِ قلب

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے ''دین سے سب سے پہلی چیز جو گم ہوگی وہ خشوع (حضورِ قلب) ہے''۔ (رسالہ قشیریہ)

بے حضور کی نماز

قرآنِ مجید میں غافل نمازیوں (بے حضور نمازیوں) کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

☆ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ ہُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۝ (سورۃ الماعون 4-6)

ترجمہ: پھر اُن نماز پڑھنے والوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں اور وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۔

یہ آیات ان نمازیوں کے لیے نازل ہوئی ہیں جو نماز پڑھتے ہیں نہ کہ بے نمازیوں کے لیے۔ ان میں صاف صاف بیان کر دیا گیا کہ ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز

سے غافل ہیں یعنی اُن کو حضوری حاصل نہیں اور آیت نمبر 6 میں تو صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ غافلین کے علاوہ ایک اور قسم کے بھی نمازی ہیں جو ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں یعنی ریاکار جو لوگوں کو دکھانے اور نیک مشہور ہونے کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''میری امت میں دو آدمی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں ان کا رکوع و سجود بظاہر ایک جیسا ہوتا ہے مگر ان دونوں کی نمازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے ایک میں خشوع (حضورِ قلب) ہوتا ہے اور دوسرا اس کے بغیر''۔ (مکاشفۃ القلوب)

☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''کئی نماز میں کھڑے ہونے والے ایسے نمازی ہیں جن کو قیام میں تھکاوٹ اور تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملتا۔'' (مکاشفۃ القلوب)

اس نماز سے مراد حضورِ قلب کے بغیر غافل کی نماز ہے جس کے صرف ظاہری اعضاء نماز ادا کرتے ہیں اس لیے تھکاوٹ اور تکلیف ہوتی ہے۔ لذتِ دیدار میں تھکاوٹ اور تکلیف کا دخل ہی نہیں ہے۔

☆ احادیثِ مبارکہ ہیں:

1۔ بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہیں لیکن اُن کی نماز کا چھٹا یا دسواں حصہ ہی لکھا جاتا ہے کیونکہ نماز کا وہی حصہ شمار ہوتا ہے جس میں دل حاضر ہوتا ہے۔

2۔ ''نماز یوں ادا کرو گویا کسی کو الوداع کہہ رہے ہو۔'' یعنی اس نماز میں اپنے آپ کو اپنے نفس سے الوداع کر رہے ہو بلکہ غیر حق جو کچھ بھی ہے اس کو الوداع کہہ رہے ہو تاکہ اپنے آپ کو پوری طرح نماز میں لگا سکو۔

3۔ ہر وہ نماز جس میں دل حاضر نہ ہو اللہ اسے دیکھتا ہی نہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں ’’وہ دو رکعتیں جو حضورِ قلب سے ادا کی جائیں ساری رات کی بے حضوری کی عبادت سے بہتر ہیں‘‘۔

☆ حضرت ابو سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’جس کی نماز خشوع و خضوع سے خالی ہے اس کی نماز ہی نہیں‘‘۔

☆ سلطان الفقر دوم حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ’’جس نماز میں دل حاضر نہ ہو وہ نماز عذاب سے قریب تر ہے‘‘۔

اگرچہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اور بہت سے دوسرے فقہا اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس طرح بھی نماز ہو جاتی ہے بشرطیکہ تکبیرِ اوّل میں دل حاضر ہو لیکن یہ فتاویٰ ضرورت کی وجہ سے صادر کیے گئے ہیں کیونکہ غفلت لوگوں پر بُری طرح مسلط ہے۔ یہاں جو نماز کے ہو جانے کا کہا گیا ہے اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ وہ شریعت کی تلوار سے بچ گیا ورنہ آخرت کا توشہ تو نماز کا وہی حصہ ہے جس میں دل حاضر رہا ہو۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بے حضوری ہے تیری موت کا راز
زندہ ہو تو تُو بے حضور نہیں

یعنی قلب کے تاریک ہونے کی وجہ سے تُو باطن میں مر چکا ہے، اگر تیرا باطن بیدار یا زندہ ہو جائے تو تُو بے حضور نہیں رہے گا۔

وہ سجدۂ روح جس سے زمین کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

☆☆☆☆

کیا غضب ہے کہ اس زمانے میں
ایک بھی صاحبِ حضور نہیں

☆☆☆☆

دلے در سینہ دارم بے سرورے
نہ سوزے در کیفِ خاکم، نہ نورے
بگیر از من کہ برمن بار دوش است
ثواب ایں نماز بے حضورے

ترجمہ: میرے سینہ میں ایک بے کیف دل ہے۔ نہ میرے خاکی بدن میں سوز ہے اور نہ نور، مجھ سے نمازِ بے حضوری کا ثواب واپس لے لے، یہ نماز تو میرے کندھوں پر بوجھ ہے۔

روح چوں رفت از صلوٰت و از صیام
فرد و ناہموار ملت بے نظام

ترجمہ: جب نماز اور روزے سے روح نکل گئی تو ہر شخص بے لگام ہو گیا (یعنی تعبیرِ دین خود اپنے مطابق کرنے لگا) اور اس طرح ملت بے نظام ہو گئی یعنی اُمت اپنی اپنی تعبیرِ دین کی وجہ سے گروہ در گروہ تقسیم ہو کر بکھر گئی۔

پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر کسے بر جادہ خود رتند در
ناقہ ما بے زمام و ہرزہ دو

ترجمہ: ہر شخص اپنے طریقے (فرقے) پر ڈٹا ہوا ہے، ہماری ناقہ (اُمت) بے لگام ہے اور بے کار کاموں میں لگی ہے۔

ز سیمائے کہ سودم بر در غیر
سجودے بوذرؓ و سلمانؓ نیابد

ترجمہ: وہ پیشانی جو غیر اللہ کے سامنے جھکتی ہے اس سے حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ جیسے سجدے نہیں ہو سکتے۔

ایں زماں جز سر بزیری ہیچ نیست
اندرو جز ضعفِ پیری ہیچ نیست

ترجمہ: اس زمانے میں سجدہ سر جھکانے کے سوا کچھ نہیں، اب اس میں بوڑھوں کے ضعف کے سوا کچھ نہیں۔

قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی نماز

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے محوِ گفتگو ہوتے اور نماز کا وقت آجاتا تو حق تعالیٰ میں یوں مشغول ہو جاتے کہ لگتا تھا گویا وہ ہم کو پہچانتے ہی نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دل میں اس قدر جوش ہوتا گویا تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھا رہی ہو اور آواز دے رہی ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو حضورِ قلب سے آپ رضی اللہ عنہٗ کی آواز رندھ جاتی اور ایسے کھڑے ہوتے کہ جیسے خشک لکڑی زمین میں گاڑ دی گئی ہو۔ ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا، چہرے کا رنگ بدل جاتا اور فرماتے کہ ''اس امانت کو اٹھانے کا وقت آگیا ہے جسے ساتوں آسمانوں اور زمین پر پیش کیا گیا تو وہ

اسے اُٹھانے کی ہمت نہ کر سکے''۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھُو رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

☆ ایک روز حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ دونوں شہر سے نکل کر صحرا کی طرف چلے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا اور انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو ایک لکڑہارا آ گیا۔ اس نے سر سے لکڑیوں کا گٹھا اتارا، وضو کیا اور ان کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ شیخ جنیدؒ کی باطنی فراست نے جان لیا کہ یہ ایک ولی اللہ ہے اور اسے نماز میں پیش امام بنالیا۔ انہوں نے نماز میں رکوع و سجود کو بہت طویل کیا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ یا حضرت کیا وجہ تھی کہ آپ نے رکوع و سجود کو اتنا طویل کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تسبیح پڑھتا تھا تو جب تک بارگاہِ حق سے لَبَّیْکَ عَبْدِیْ (اے میرے بندے میں حاضر ہوں) کا جواب نہیں آتا تھا میں سجدے سے سر نہیں اٹھاتا تھا اس لیے دیر ہو جاتی تھی۔ (عین الفقر)

جس نماز میں جواب باصواب نہیں ملتا وہ نماز نہیں محض پریشانیٔ دل ہے کہ خدائے عزّ وجل حَیّ قیوم ''ذات'' ہے۔ نماز محض بت پرستی نہیں کہ جیسے کافر و بُت پرست مردہ بتوں کو سجدے کرتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ''حضورِ قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔'' نماز تو خدا تعالیٰ سے یکتائی ہے نہ کہ پریشانی و جدائی۔ (عین الفقر۔ باب پنجم)

☆ علامہ ابنِ جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے مولد العروس میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد عباس بن حمزہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے پیچھے ظہر کی نماز ادا کی تو جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے تکبیرِ تحریمہ کے لیے ہاتھ اُٹھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے اسم جلال سے ہاتھ اٹھانے کی قدرت نہ رہی اور کندھے اور سینے کے درمیان گوشت کانپنے لگ گیا یہاں تک کہ میں نے

ان کی ہڈیوں کی کڑ کڑاہٹ کی آواز سنی اور اس حالت نے مجھے بھی ہول زدہ (خوف زدہ) کر دیا۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے بھی قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی نماز کا تذکرہ بار بار کیا ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وہ مسلمان' اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشقِ صادق تھے ان کی نماز بھی عاشقانہ تھی۔ نماز میں قربِ الٰہی کا اہم ذریعہ سجدہ ہوتا ہے لیکن ان کے تو رکوع بھی سجدہ تھے وہ لوگ نماز میں جلالِ کبریائی دیکھتے کہ ان پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

چہ پرسی از نمازِ عاشقانہ
رکوع عشق چوں سجودش محرمانہ

ترجمہ: عاشقوں کی نماز کا کیا پوچھتے ہو ان کا رکوع بھی سجود کی طرح حرمِ قرب کا حامل ہے۔

تب و تاب یکے اللہ اکبر
نہ گنجد در نمازِ پنج گانہ

ترجمہ: ان کی نماز کے ایک 'اَللّٰہُ اَکْبَرْ' کی حرارت عام لوگوں کی نمازِ پنج گانہ میں نہیں سما سکتی۔

علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان جب نماز ادا کرتے تو ان کے سجدوں کی ادائیگی پر زمین میں لرزہ طاری ہو جاتا اور وقت ان کی مرضی اور منشا کے مطابق حرکت کرتا اور ان کے سجدہ کی تاب پتھر نہ لا سکتے تھے۔

سجدہ کردے زمین لرزیدہ است
بر مرادش مہر و مہ گرویدہ است

ترجمہ: وہ سجدہ جس سے زمین کانپ جاتی تھی اور چاند و سورج ان کی مرضی کے مطابق گردش کرنے لگتے تھے۔

سنگ اگر کیر و نشان آں سجود
در ہوا آشفہ گردہ ہمچو دود

ترجمہ: اگر پتھر پر اس سجدے کا نشان پڑ جاتا تو وہ پتھر دھوئیں میں تحلیل ہو جاتا۔

نماز، روزہ، قربانی و حج
سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

یعنی نماز، روزہ، قربانی، حج اور شریعت کے تمام احکام ظاہری طور پر تو اسی طرح موجود ہیں لیکن ان کی روح باقی نہیں رہی کیونکہ تیرے اندر حضورِ قلب ہی نہیں ہے۔

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ نمازِ شریعت اور نمازِ طریقت (نمازِ ظاہر اور نمازِ باطن) کے بارے میں فرماتے ہیں:

نمازِ شریعت وہ ہے جس کی خبر تمہیں اللہ تعالیٰ کے فرمان حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (حفاظت کر تمام نمازوں کی، خاص کر وسطی نماز کی) میں دی گئی ہے اور اس سے مراد وہ نماز ہے کہ جس کے ارکان قیام و قرأت اور رکوع و سجود و قعود اور آواز و الفاظ وغیرہ کو اعضائے ظاہری اور حرکاتِ جسمانی سے ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ میں جمع کا صیغہ استعمال کر کے الصَّلٰوةِ کی بجائے الصَّلَوٰتِ کا لفظ فرمایا ہے۔ اور نمازِ طریقت وہ دائمی قلبی نماز ہے جس کی خبر اس آیتِ مبارکہ میں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (وسطی نماز) کہہ کر دی گئی ہے کہ قلب کو جسم کے وسط (درمیان) میں پیدا کیا گیا ہے یعنی دائیں اور بائیں پہلو کے وسط میں، جسم کے بالائی اور زیریں حصہ کے وسط میں اور سعادت و شقاوت کے وسط میں۔ چنانچہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ’’بے شک اولادِ آدم (علیہ السلام) کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جدھر چاہتا ہے انہیں پھیر دیتا ہے‘‘۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں سے مراد اُس کے قہر ولطف کی دو صفات ہیں۔ مذکورہ بالا آیتِ کریمہ اور حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اصل نماز قلبی نماز ہے جس نے اس سے غفلت کی اس کی یہ نماز فاسد ہوگئی اور جس کی قلبی نماز فاسد ہوگئی اس کی ظاہری نماز بھی فاسد ہوگئی۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ’’حضوریٔ قلب کے بغیر نماز ہرگز نہیں ہوتی‘‘ کیونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات پیش کرنے کا نام ہے اور مناجات کا محل دل ہے۔ جب دل غافل ہو جاتا ہے تو قلبی نماز باطل ہو جاتی ہے جس کے ساتھ ظاہری نماز بھی باطل ہو جاتی ہے کیونکہ دل اصل ہے اور باقی اعضاء اس کے تابع ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے ’’بے شک اولادِ آدم (علیہ السلام) کے وجود میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک وہ درست رہتا ہے سارا وجود درست رہتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا وجود بگڑ جاتا ہے۔ خبردار! گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے‘‘۔

نمازِ شریعت کے لیے رات دن میں پانچ اوقات مخصوص ہیں اور سنت طریقہ یہ ہے کہ اس نماز کو ریا و تصنع کے بغیر امام کے پیچھے مسجد میں قبلہ رُخ ہو کر با جماعت ادا کیا جائے لیکن نمازِ طریقت عمر بھر ہر وقت پڑھی جانے والی نماز ہے جس کی مسجد دل ہے، اس کی جماعت جملہ قوائے باطنی کامل کر باطنی زبان سے اسمائے توحید (اسمِ اَللّٰہُ ذات اَللّٰہُ، لِلّٰہ، لَہٗ، ھُو) کا دائمی ذکر ہے۔ اس کا امام اندرونِ دل جذبۂ شوق ہے اور اس کا قبلہ حضوریٔ احدیت جلّ جلالہ اور جمالِ صمدیت ہے جسے قبلۂ حقیقت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ وہ نماز ہے کہ جس میں قلب و روح ہر وقت مشغول رہتے ہیں کیونکہ قلب سوتا ہے نہ مرتا ہے بلکہ سوتے جاگتے ہر وقت اس نماز میں مشغول رہتا ہے۔ قلبی نماز حیاتِ قلب سے حاصل ہوتی ہے جس

میں قیام وقعود کے بغیر دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں اپنے معبود سے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہہ کر مخاطب ہوتا ہے۔ تفسیرِ قاضی میں آیا ہے کہ اس آیتِ کریمہ میں اشارہ ہے عارف کے حال کی طرف کہ وہ حالتِ غیب سے نکل کر احدیتِ حق سبحانہ وتعالیٰ کی حضوری میں پہنچ جاتا ہے اور زبانِ حال سے ایسا خطاب کرتا ہے۔ اسی لیے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''انبیاء و اولیاء اپنی قبروں میں اُسی طرح نماز پڑھتے رہتے ہیں جس طرح کہ اپنے گھروں میں پڑھا کرتے تھے''۔ یعنی اپنے زندہ دلوں کے ساتھ ذکرِ اَللّٰہُ و مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ پس جب ظاہری و باطنی نمازیں جمع ہو جاتی ہیں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے جس کا بہت بڑا اجر ہے۔ روحانی طور پر قربِ ذاتِ حق تعالیٰ اور جسمانی طور پر درجاتِ جنت۔ اس قسم کا نمازی ظاہری طور پر عابد ہوتا ہے اور باطنی طور پر عارف۔ اگر حیاتِ قلب حاصل نہ ہونے کی وجہ سے کوئی نمازِ شریعت کے ساتھ نمازِ طریقت جمع نہیں کر سکتا تو اُس کی نماز ناقص ہے اور اس کا اجر محض درجاتِ جنت ہے نہ کہ قربِ حق تعالیٰ۔ (سرّ الاسرار۔ فصل 14)

سیّدنا غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ اپنی کتاب رسالۃ الغوثیہ میں اللہ پاک سے الہامی طور پر حقیقتِ نماز کے متعلق پوچھا گیا سوال اور اس کا جواب یوں بیان فرماتے ہیں:

☆ میں نے کہا

''اے رب! کونسی نماز تجھ سے قریب تر ہے''۔

فرمایا:

''وہ نماز جس میں سوائے میرے اور کوئی نہ ہو اور نماز پڑھنے والا اس نماز سے غائب ہو''۔ (الرسالۃ الغوثیہ)

یعنی نماز ادا کرنے والا اِس قدر حضورِ حق تعالیٰ میں غرق ہو کہ اس کی اپنی ہستی اور وجود بھی گم ہو چکا ہو۔

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ نماز میں حضورِ قلب تو درکنار مومن کے لیے ہر لمحہ حضورِ قلب کے قائل ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں:

☆ (حضورِ قلب رکھنے والے) اہلِ نماز کو صرف اپنے اپنے وقت کی نماز کے سجود میں لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کا جواب آتا ہے لیکن عارف باللہ فقیر کو ہر دم، ہر ساعت اور ہر وقت لَبَّیْکَ عَبْدِیْ کا جواب ملتا رہتا ہے۔ (عین الفقر۔ باب پنجم)

آپؒ نور الہدیٰ کلاں میں فرماتے ہیں:

ذکر یک نور است بُرد باحضور
کے بود ایں ذاکراں اہل الغرور

ترجمہ: ذکرِ اَللّٰہُ (تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات) ایک نور ہے جو حضورِ حق میں پہنچاتا ہے یہ مغرور لوگ اس کے ذاکر کہاں ہو سکتے ہیں۔

ہر کرا باشد حضوری ہر دوام
احتیاجے نیست آں را خاص و عام

ترجمہ: جو ہر وقت حضوری میں رہتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ کسی سے کوئی غرض رکھتا ہے۔

☆ ذکر مشاہدۂ معراج ہے اور تصورِ اسمِ اَللّٰہُ ذات ہی وہ ذکر ہے جس سے حضوری اور دیدارِ پروردگار نصیب ہوتا ہے۔

☆ حضورِ قلب یہ ہے کہ دل خطراتِ شیطانی سے محفوظ ہو کر ہر وقت ذکرِ اَللّٰہُ کے انوار و تجلیات سے معمور رہے ایسا صاحبِ دل ہمیشہ باطن میں انبیاء اور اولیاء سے ملاقات کرتا

رہتا ہے۔ (کلید التوحید کلاں)

دلے باحضوری شکم پُر طعام

کہ دیں است معراج واصل تمام

ترجمہ: جس دل کو حضوری نصیب ہو جائے اور اگر اس کا پیٹ بھرا ہوا بھی ہو تو بھی اسے معراجِ کامل نصیب ہوتی ہے۔ (محک الفقر کلاں)

سلطان العارفین حضرت سخی سلطان باھوؒ اپنے پنجابی ابیات میں فرماتے ہیں:

باجھ حضوری نہیں منظوری، توڑے پڑھن بانگ صلاتاں ھُو

روزے نفل نماز گزارن، توڑے جاگن ساریاں راتاں ھُو

باجھوں قلب حضور نہ ہووے، توڑے کڈھن سے زکوٰتاں ھُو

باجھ فنا رب حاصل نہیں باھُوؒ، ناں تاثیر جماعتاں ھُو

مفہوم: نماز، روزے، نوافل، زکوٰۃ، تہجد اور دیگر عبادات حضورِ قلب کے بغیر مقبول اور منظور نہیں ہوتیں۔ اپنی ہستی کو فنا کیے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کا قرب و وصال نصیب ہوتا ہے اور نہ ہی نماز با جماعت اور عبادات میں حضورِ قلب حاصل ہوتا ہے۔

آج کے مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر پہلے اپنے زوال کی اصل وجہ یعنی حضورِ قلب سے محرومی کو تلاش کریں کیونکہ حضورِ قلب والے مومن کے حکم سے ہی دریا پر گھوڑے دوڑتے اور جانور جنگل خالی کر دیتے ہیں۔ حضورِ قلب والے مومن کا حکم ہر شے پر چلتا ہے، مردہ دل بے حضور کا نہیں۔